مولای صل وسلم دائما ابدا　　　　علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درسِ حدیث

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رحؒ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است　　　　خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۵، ۲۰ نومبر ۱۹۸۱ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ کُلَّ یَوْمٍ تَطْلُعُ فِیْہِ الشَّمْسُ یَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَۃٌ وَیُعِیْنُ الرَّجُلَ عَلٰی دَابَّتِہٖ فَیَحْمِلُ عَلَیْھَا اَوْ یَرْفَعُ عَلَیْھَا مَتَاعَہٗ صَدَقَۃٌ وَالْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ وَکُلُّ خُطْوَۃٍ یَّخْطُوْھَا اِلَی الصَّلٰوۃِ صَدَقَۃٌ وَیُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَۃٌ[۱] وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃً وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَّنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ، (الحدیث)[۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۶۷ [۲] مشکوٰۃ ص ۱۶۸

انسان کے بدن پر جو جوڑ ہیں اُن پر (یعنی اُن کی طرف سے) ہر روز جس میں سورج طلوع کرتا ہے۔ صدقہ دینا لازمی ہے، دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا بھی صدقہ ہے کسی انسان کی بایں طور مدد کرنی کہ اس کے جانور پر اسے سوار کرادے یا اس کا مال و اسباب رکھوا دے یہ بھی صدقہ ہے، اچھی بات بھی صدقہ ہے ہر وہ قدم جو نماز کے لیے اُٹھایا جائے وہ بھی صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہر تسبیح (یعنی سبحان اللّٰہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے، ہر تحمید (یعنی الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے ہر تہلیل (یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا بھی صدقہ ہے اور بُرائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔

امّا بعد! جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب انسان کا دن شروع ہوتا ہے صبح شروع ہوتی ہے تو اس کے جوڑوں پر، ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ اس کا طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟ کس طرح یہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ جوڑ تو انسان کے بہت ہیں۔ ایک ایک انگلی میں بھی جوڑ ہیں، تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا۔ ہر "تسبیح" سبحان اللہ کہنا یہ بھی صدقہ ہے اور "تحمید" الحمد للہ کہنا یہ بھی صدقہ ہے۔ "تہلیل" لا الٰہ اِلّا اللہ کہنا یہ بھی صدقہ ہے "تکبیر" یعنی اللہ اکبر کہنا یہ بھی صدقہ ہے۔ پھر ان کا زبان سے ادا کرنا ان کلمات کو یہ گویا صدقہ دینا ہے یعنی خداوند کریم کا شکر ادا کرنا جتنے جوڑ ہیں اُتنی بار، یہ کس طرح ہو سکتا ہے اسی طرح ہو سکتا ہے آسان طریقہ اس کا یہی بتلا دیا گیا ہے کہ تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ ہے الحمد للہ ہے اللہ اکبر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ہے یہ کہہ دیا جائے یہ بھی صدقہ ہو جاتا ہے ایک چیز اور فرمائی ہے کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ امر بالمعروف کسی کو اچھی بات بتلانی یہ صدقہ ہے نہی عن المنکر کسی بُری بات سے روک دینا کسی کو یہ صدقہ ہے گویا یہ بھی خداوند کریم

کے احسانات کو تسلیم کرتے ہوئے شکر ادا کرنے کی ایک کوشش میں داخل ہے کہ خداوند کریم تو نے مجھے وجود بخشا ہے تو نے مجھے علم عطا فرمایا ہے تو نے مجھے اچھے بُرے کی تمیز دی ہے، اس بناء پر انسان یہ کرتا ہے کہ کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام کرو کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرو۔ اس علم کی وجہ سے اور وہ علم وہ ہے کہ جو اللہ نے دیا ہے کیونکہ اچھے بُرے کا فرق پڑتا ہے، عام طور پر چلتا ہے پوری دُنیا میں، کوئی کہتا ہے کہ یہ چیز اچھی ہے کوئی کہتا ہے یہ چیز بُری ہے کچھ چیزیں ایسی ہیں پوری دنیا مانتی ہے کہ یہ بُری ہے لیکن وہ کہتے ہیں عوام کے لیے بُری نہیں ہے۔ خاص لوگوں کے لیے بُری ہیں جیسے کہ انگلینڈ کے بادشاہ وغیرہ میں یہ بات نہ ہونی چاہیے۔ یہ نہ ہونی چاہیے۔ اگر وہ ایسے کرے گا تو شاہی خاندان کی جو مراعات ہیں ان سے محروم کر دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ، وہ ایسی باتیں ہیں جو اسلام نے بھی بُری کہی ہیں۔ وہ اگر وہ اختیار کریں گے تو ان کے یہاں بھی وہ بُری سمجھی گئیں ان کو منع کر دیا کہ نہ اختیار کرو نہ کرو ایسے۔

اسلامی تعلیمات عقل کے عین مطابق ہیں

تو عموماً باتیں اسی طرح کی ہیں، اسلام کی جتنی بھی بتلائی گئی ہیں کہ انہیں عقلِ سلیم فوراً مان لے۔ سمجھدار لوگ فوراً مان لیں، سوائے اس کے کہ کوئی کسی جذبے کے تحت نہ مانے تو نہ مانے شوق ہے۔ اتباعِ ہوا اسے کہا جاتا ہے۔ خواہشات کی پیروی جسے کہا جائے اس کی وجہ سے نہ مانے تو نہ مانے شراب پینے کو شریعتِ مطہرہ نے منع کیا ہے۔ یہ فرمایا ہے کہ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا جو ان کا نفع ہے اس سے زیادہ اُن کی بُرائی ہے۔ گناہ بھی لازم آجاتا ہے اِس سے نشے میں آدمی بہت بُرے کام کر جاتا ہے تو اس کا جو نقصان ہے وہ نفع سے بہت زیادہ ہے۔ اس واسطے یہ منع ہے، جوئے اور شراب (میں) نفع بھی ہوتا ہے نفع کا انکار نہیں مگر غلبے کا اعتبار ہوگا۔ غلبہ کس چیز کا ہے غلبہ بُرائی کا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کیا تم رُکتے ہو یا نہیں رُکتے ایک جگہ یہ آگیا تو پھر ممانعت کر دی گئی۔ بالکل پہلے سمجھایا گیا کہ ان کی بُرائیاں غالب ہیں اور اُن کے فوائد محدود ہیں۔ پھر اس کے بعد سختی سے روک دیا گیا۔ تو صحابہ کرام رُک گئے۔

بُرائیاں ہر مذہب میں منع ہیں

شراب ہے چوری ہے زنا ہے ڈکیتی ہے، قتل ہے بدامنی ہے ایک دوسرے کی ایذارسانی ہے، سب چیزیں ہر جگہ منع ہیں۔ دُنیا میں ہر ایک تسلیم کرتا ہے۔ خود بخود مانتا ہے اور یہ ان ملکوں میں بھی بُری باتیں سمجھی جاتی ہیں جہاں خدا کو نہیں مانا جاتا کسی مذہب کو نہیں مانا جاتا وہاں بھی ان چیزوں کو رد کا گیا۔

فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے کہ بُرائی کو بُرا کہے

تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے جو انسان کی فطرت بنائی ہے اس میں یہ چیز ڈالی ہے کہ ان چیزوں کو بُرا کہے۔ اسلام نے جن چیزوں کو کہا ہے کہ یہ اچھی ہے اور یہ بُری ہے اُن کو پھیلانا یہ کیا ہے ؟ یہ نیکی ہے۔ اور یہ ایسے ہے جیسے صدقہ۔ یعنی اس کا اثر دوسرے تک پہنچتا ہے یہ بھی مفید ہے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ۔ یعنی خدا کی یاد کرنا۔ یہ بھی مفید ہے اس کا اثر بھی دوسروں تک پہنچتا ہے اس طرح پر پہنچتا ہے کہ جب کوئی آدمی نیکی کرتا ہے تو نیکی کا اثر دوسروں تک پہنچتا ہے کوئی خوشبو لگائے دوسروں تک پہنچے گی اس کی خوشبو اسی طرح کی کوئی نیک آدمی ہو اس کے پاس بھی کوئی کھڑا ہو جاتا ہے۔ نماز میں تو بھی اثر پہنچتا ہے اور خدا کے یہاں تو (یہ ضابطہ) ہے ہی کہ اس پُوری قوم میں اگر کوئی بھی دُعا کرنے والا ہے، خدا کو یاد کرنے والا ہے خدا کا عذاب نہیں آئے گا تو اُنہیں بھی صدقہ بتایا اور یہ بھی صدقہ بتایا کہ نیکی بتلائے بُرائی سے روکے۔

نیکی کا حکم دینا بُرائی سے روکنا ہر شخص کی ذمّہ ہے

یہ وہ چیزیں ہیں جو ہر آدمی پر (فرض ہیں) اور حکومت پر اس سے زیادہ ہے حکومت کو تو اور بھی زیادہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ گرفتار کر سکتی ہے۔ وہ اس پر سزا جاری کر سکتی ہے۔ دوسرا آدمی سزا نہیں دے سکتا کسی کو اگر ایک دوسرے کو سزا دینے لگیں تو انتقام کا جذبہ بھڑکتا ہے اور بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ نفع نہیں ہوتا۔ نقصان ہو جاتا ہے۔

سزا دینے کا حق شریعت نے ہر کسی کو نہیں دیا۔

یہ حق شریعت نے بھی ہر ایک کو نہیں دیا کہ جہاں تم دیکھو وہاں تم ہی سزا دے لو۔ بلکہ یہ کہ سزا کا طریقہ بتلایا گیا وہ یہ ہے کہ حاکم سے شکایت کی جائے تو حکومت کو

اس سے زیادہ اختیار حاصل ہے اب اختیار جسے زیادہ حاصل ہے تو اب ذمہ داری بھی اسی کی زیادہ ہوگی۔ اسی کی ذمہ داری بڑھے گی اسے چاہیے کہ وہ یہ کرے یہ کرے یہ کرے اس کا انتظام کرے اس چیز کا بھی انتظام کرے اور اگر نہیں کرتے تو سب کے سب گناہ گار ہیں نیچے والے اگر نہیں کہتے تو وہ بھی گنہگار ہیں لہٰذا نیچے والوں کو کہتے رہنا ضروری ہے جب تک اوپر والے متنبہ نہ ہوں اور عمل پر نہ آئیں، تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کو بھلائی قرار دیا۔ بھلائی بھی ان الفاظ سے فرمائی کہ جیسے صدقہ ہو۔

صدقہ وہ چیز ہوتی ہے جس کا نفع دوسروں کو پہنچے

اور صدقہ وہی چیز ہوتی ہے جس کا نفع دوسروں کو پہنچتا ہے اور کبھی صدقہ اس معنی میں بھی ہوتا ہے کہ اپنے اوپر سے برائیاں یا بلائیں دور ہوجائیں تو ان چیزوں سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور شاید صبح کو تینتیس دفعہ سبحان اللہ پھر الحمد للہ پھر اللہ اکبر پڑھتے ہیں اور اسی طرح عصر کے بعد پڑھتے ہیں۔ وہ اسی لیے بتلایا گیا کہ شکر ادا ہوجاتا ہے ایک حد تک،

چاشت کی نماز

اور ارشاد فرمایا کہ اگر چاشت کی نماز پڑھ لے آدمی تو یہ تسبیحات جو ہیں ان کی بدل ہو سکتی ہیں۔ چاشت کا وقت یہ سمجھ لیجیے زوال سے پہلے پہلے۔ جیسے ظہر کا وقت ہوتا ہے، زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے تو گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے بعد نماز ظہر پڑھی جاتی ہے۔ اسی طریقے پر چاشت کا وقت بھی ہے کہ زوال سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پڑھ لی جائے نماز۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا سے نوازے اور مرضیات پر چلائے۔

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے